نظم

زندگانی شاہ راہِ موت پر ہے گامزن
اور ہم محوِ جمالِ غنچہ و سرو و سمن

ہر طرح کی نعمتیں دنیا میں حاصل تھیں جنہیں
کتنے ان میں سے گئے دنیا سے بے گور و کفن

حیف، تجھ کو اپنا مدفن کیوں نہیں آتا ہے یاد
کتنے انساں اپنے ہاتھوں سے کیے تو نے دفن

وہ بشر سوتا نہیں ہرگز کبھی غفلت کی نیند
جس کی منزل دور ہو اور راستہ بھی ہو کٹھن

وہ سہے گا کس طرح نارِ جہنم کا عذاب
دھوپ تک برداشت جو کرتا نہیں نازک بدن

تو حیاتِ چند روزہ کی خوش آغازی پہ مست
موت اس آغاز کے انجام پر ہے خندہ زن

ہوشیار اے رہروِ راہِ [illegible] ہوشیار
ہر قدم پر راہ زن ہے ہر نفس پر اہرمن

تو ہے بے آرام عاجزؔ جن کی راحت کے لیے
حشر میں کام آئیں گے تیرے نہ یہ فرزند و زن

جناب عبدالرحمٰن عاجزؔ